

آج، جب کہ اخترنیت اور مواصلاتی سیار چوں کا دور ہے اور لامدد و معلومات کا سیال ب جغرافیائی سرحدوں کو توڑ کر دینیا کے ہر خطے میں گھس گیا ہے، اگر ابلاغ غامہ کے مردوجہ ذرائع کو دعوتِ اسلامی کے لیے استعمال نہ کیا گیا تو ہم اپنے پیغام اور دعوت کا حق صحیح طور پر ادا نہ کر سکیں گے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

### ملک سے نقل مکانی

س: ملکی حالات سے ما یوس ہو کر ہماری نوجوان نسل ملک سے نقل مکانی کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ:

- ۱- کیا امریکہ اور مغربی ممالک دارالکفر کی تعریف میں آتے ہیں؟
- ۲- اپنے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے ان ممالک کی طرف ہجرت دینی نقطہ نظر سے کیا فعل ہے؟

۳- اپنے اور اپنی اولاد کے دین ایمان کو بچانے کی خاطر ان ممالک کی طرف ہجرت کی جائے تو کیا ہے؟ کیوں کہ وہاں کم از کم آپ کو اپنے حقوق تو بغیر کسی رشتہ اور سفارش کے مل جاتے ہیں، جب کہ پاکستان میں ایسا نہیں ہے؟

۴- جب حالات گھبیر ہو جائیں تو ہجرت سنت نبوی ہے۔ کیا ذکر وہ حالات میں ہجرت ضروری ہے؟

ج: آپ نے اپنے سوال میں ایک بہت اہم زمینی حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ بلاشبہ صرف پاکستان بلکہ بہت سے مسلم ممالک میں ناہموار حالات کے نتیجے میں بہت سے نوجوان اور پیشہ ور افراد نقل مکانی کر کے یورپ و امریکہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ اٹھایا گیا ہے کہ کیا اسے دارالکفر کی طرف ہجرت کہا جائے گا؟ دارالکفر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کفر کا نظام کار فرما ہوا اہل اسلام کے لیے اپنے اصولوں پر عمل کرنا ممکن نہ ہو۔ چنانچہ سورۃ النساء آیت ۹ میں ان اہل ایمان کا ذکر کیا گیا جو نظام کفر میں مستضعفین فی الارض بنادیے گئے۔ ایسے افراد سے موت کے وقت فرشتہ یہ سوال کرتا ہے کہ اگر تم اس زمین میں بے بس بنا دیے گئے تھے تو کیا جہاں اللہ کی زمین پائی جاتی ہے وہ تمہارے لیے نجک ہو گئی تھی؟ کیا آئیں ہجرت کر کے کسی ایسے مقام پر نہیں جاسکتے تھے جہاں دین پر عمل کر سکو؟ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی؟ گویا دارالکفر میں دب کر مغلوق اور بے بس ہو کر رہنا اہل ایمان کا طریقہ نہیں ہے۔ اسی حالت میں ان پر ہجرت فرض ہو جاتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی نام نہاد مسلم ملک میں دستور تو یہ کہتا

ہے کہ وہ اسلامی ملک ہے لیکن برساقدار طبقہ اور نظام حکومت جاہلی ہو، جب کہ ویسا ہی جاہلی نظام کسی غیر مسلم ملک میں بھی ہولیکن غیر مسلم ملک میں دعوت اسلامی کے امکانات زیادہ روشن ہوں، تقریر و تحریر اور اجتماع کی پوری آزادی ہو، بس، طعام اور بودو باش پر کوئی پابندی نہ ہو، جب کہ خود نہاد مسلم ملک میں اسلام دوست اور تحریکات اسلامی سے وابستہ افراد پر زمین تک کردی گئی ہو تو ہر عقل و شعور رکھنے والا شخص اس بات پر غور کرے گا کہ کیوں نہ زیادہ آزاد فضای میں سانس لے کر دین کی دعوت کوڈنیا میں پھیلائے۔

دارالکفر میں قیام کے سلسلے میں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر وہاں پر اسلام کی دعوت پیش کرنے اور آخر کار اسلام کے غالب آنے کے امکانات ہوں تو وہاں پر قیام حرام نہیں کہا جا سکتا۔ اگر اس کا امکان نہ ہو تو وہاں کا قیام ایک قسم کی معصیت شمار ہو گی۔ اگر ایک نام نہاد مسلم ملک میں کوئی کام بغیر رشوت اور سفارش کے نہ ہو رہا ہو اس کے اخبارات مسلسل عربی کو فروغ دے رہے ہوں لیکن نام کی حد تک وہ ملک مسلمان ہو تو کیا حضن نام کافی ہو گا؟ اگر اس نام نہاد مسلم ملک میں اصلاح اور اسلام کے غالب آنے کے امکانات ایک دارالکفر سے زیادہ ہوں تو عقل کا فیصلہ اس نام نہاد مسلم ملک میں قیام کے حق میں ہو گا۔ مکہ میں اشاعت اسلام کے وقت شرک اور کفر کا غلبہ تھا لیکن ۱۳ سال تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر اسلام کے غلبے کے لیے کوشش رہے۔ جب وہاں دعوت اسلامی کے لیے مشکلات ناقابل برداشت ہو گئیں تو مدینہ بھرت فرمائی جو پہلے سے دارالاسلام نہیں تھا۔ آپؐ کے وہاں بھرت فرمانے کی وجہ سے وہ شہر مدینۃ النبی بنا۔ مکہ کے دور ابتلا میں صحابہ کرامؐ کی جماعتوں نے جسہ بھرت کی جہاں پر اسلامی حکومت نہ تھی لیکن فرمائی روا عادل تھا، گواں کے درباری بڑی حد تک مشرک تھے۔ ان تاریخی حقائق کے پیش نظر اپنی تمام مسلم دشمنی کے باوجود ہم امریکہ اور یورپ کو دارالحرب قرار نہیں دے سکتے۔ ہر دو خطوں میں حالیہ نفرت کی لہر کے باوجود یکدوں افراد نے اسلام قبول کیا ہے اور یہ عمل مسلسل جاری ہے۔ کیا بعید کہ آج ہم جن ممالک کو دارالکفر قرار دیتے ہیں کل وہی اسلام کی نشات ثانیہ کا مرکز بن جائیں، لیکن اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ جو ڈاکٹر، انجینئر، اساتذہ اور دیگر کارکن وہاں مقیم ہیں وہ دعوت دین کے فریضے کو کتنی ذمہ داری کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔ اگر ان کے یورپ اور امریکہ جانے کا مقصد حضن ڈنیا کا حصول ہے، جیسا کہ ایک حدیث کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ کسی شخص کی بھرت ایک خاتون سے شادی کے لیے ہوتی ہے اور کسی کی صرف اللہ کے لیے اور پھر یہ فرمایا کہ اعمال کی بنیاد نہیں پر ہے، تو اگر ایک ڈاکٹر اس نہیں سے بھرت کرتا ہے کہ وہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی اشاعت کے لیے اپنی صلاحیت کا استعمال کرے گا، ساتھ ہی ڈاکٹری یا کسی بھی پیشے کے ذریعے دولت بھی کاتا ہے، تو اس پر ایسا کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

یہ خیال رہے کہ دعوت دین کے حوالے سے اس کا اپنا گھر، یوی اور سچے بھی دعوت کے اولین نخاطرین ہیں اور وہ جہاں بھی ہوں وہ ان کی صحیح دینی تعلیم و تربیت کے لیے اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ جس وقت تک ایک مقام پر دعوت دین پیش کرنے کی آزادی اور خود عمل کرنے پر کوئی بندش یا مراحت نہ ہو اس وقت تک وہاں سے بھرت نہ کرنا افضل ہے۔ لیکن اگر پابندیاں اتنی بڑھ جائیں کہ دین کا تحفظ ایک مسئلہ بن جائے تو بھرت کرنا سخت ہے۔ البتہ ایسے تمام موقع پر معروضی طور پر جائزہ لینے اور اچھی طرح غور کرنے کے بعد یہ کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ (۱-۱)

## مطالعہ کیجیے!

جماعتِ اسلامی کا جائزہ

سخات: 360، قیمت: = 180 روپے

## تجلیات صحابہؓ

سخات: 661، قیمت: = 250 روپے

## تفہیم القرآن پر اعتراضات کی علمی کمزوریاں

سخات: 240، قیمت: = 125 روپے

شیخ التفسیر علامہ شیبہ احمد عثمانیؒ کے حقیقی کھنچے اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدینیؒ کے ذہین ترین شاگرد

ماہنامہ تخلی دیوبند کے مدیر شیبہ

مولانا عامر عثمانیؒ کے قلم سے

اگر آپ خریک اقامت دین کے لئے ایں لیم کی تاریخ نہ رہم عصر تغیر و جواب تغییر سے اگاہ ہو جائیے ہیں تو مندرجہ بالا کتب کا مطالعہ کیجیے!

تمیوں کتب کا سیٹ = 450 روپے

پیشی میں آرڈر لیجی کر ملکوایے!

ایک یادوگی کتب کے لیے مندرجہ بالا قیمت میں آرڈر کیجیے ڈال خرچ کتبہ برداشت کرے گا، وہی پیپر کی صورت میں خریدار کے ذمہ ہوگا

105 روپے گلی شخصی رہنمایت

اے 219، بلاک سی، حیدری، شاہ ناظم آباد،  
کراچی 74700 فون نمبر 6638413

## مکتبہ الحجاز پاکستان

اس رسائل میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)